اینجانب

کوئی پوچھے تو سبھی آئے یہان کیون رمضان
بھوکے بنگالی ہین دہلی کے سبھی پیروجوان
کال مین نور ہے کالی کے فقط گالون پر
اور یہہ نور جہان کہنے کو ہے تابہ نان

حضرت خشک سالی مین رمضان شریف کی آمد گویا مرے پہ سو درے کے مصداق ہوگئی۔ شہر کے تمام بھوکے قل ہو اللہ پڑھنے لگیں۔ پانچ سات روزے رکابی مذہبون کو دیکھتے ہین کر مٹی کی ڈہوبیان ہاتھ مین لئے آج اس گہر تو کل اُس گہر ۔ وجہ کیا کہ ہمارے دلی کے دوالی ۔ منہ چکنا پیٹ خالی۔ کپڑے گہات کی دہلائی سے سفید پوش رہتے ہین۔ افسوس -

فقیر اکثر ستاتے ہیں یہان پر اجلے پوشوں کو

یہہ بے دہرے انہیں پر بیرحم رہتے ہیں۔ میلے کچیلے ہوں تو میلے تماشے میں بھی کوئی نہ پوچھے۔ کہ جناب منہہ مین کے دانت ہین۔ چند دن خوش دن بھی کرتے ہین۔ یہہ موہنہ چکنا اور پیٹ خالی اس لئے رکھتے ہین۔ کہ پیٹ کو تو ان ٹٹولتی یا دائی دیکھتی ہے۔ اور موہنہ کو سارا جہان۔ جیب میں کوڑی نہیں اور گرہ دانے ہوت۔ کپڑے کو ہر گز بھی موجود۔ ایسے ویسے دن ہوں تو کہا ن بچنے کا کیا ہے مدلے روزے گلے ہوئے بھوکے بنگالیوں تک کا بیجا کہا جائیں۔ مگر یہان تو لب پر ہیں یہ موہنہ مین روزہ۔ نہ حقہ کا دم نہ بنگ وغیرہ -

کس طرح عید کے دن تک یونہی جینا ہوگا

خدا ہی شرم رکھنے والا ہے۔ حضرات ابھی دن ہین زکوۃ خیرات کے بی بیاضی جان ہی انہیں ایام مین زیادہ دیتی لیتی ہین۔ ان کی بانٹ چونٹ کی عالمگیر خبر سنکر باہر کی کتنی خلقت کثرت سے بھیک کا روزگار کرنے شہر مین آجاتی ہے۔ گو شہر کے بھوکے ایسے تہیا ہار ہین کہ وہ بار بار ناشتا دستے ہو رہے سے بیچ کے کمزور کہ روزہ

کشائی کے بلاوے پر ایک محلہ سے دوسرے محلہ کو بھی جاتیں تو بارہ بارہ چوبیس کوس سمجھ بیٹھیں۔ پہر پہلا ان سے کیا ہوسکتا ہے۔ ان بیچاروں کو تو بھیک مانگنا بھی نہین آتا۔ اگر کہین مانگنے کہانے کو سڑک پر نکل کھڑے ہوں۔ تو سڑک پنشکے کی عارت نظر آئے۔ یہان گویا وہان ٹیلا۔ قلابازیان کھاتے کھاتے بھاک منگی کی ٹھیک نکل جائے۔ مگر یہ بات بھی ان مین ایک مدے پے کی ہے۔ کہ اگر مانگنے کہانے کی ٹھان لین تو قائم اللیل بن جائین۔ اور شہر کی حاتم الدہر رنڈیون کے پیٹ مین گھس کر بیچگانہ کی سنہری نتھنی اوتار لے جائین۔ اور بیچ بازار مین اس کو بیچ کہائین ۔

ہم اپنی قسمت پر ناز ان ہین کہ ہماری کرکٹائی کرانے کو تو شہر کی ساری رنڈیان دن رات مستعد ہین۔ ہم اس کے عوض مین ایک کی بھی روزہ کشائی نہین کرسکتے۔ کہ بھائی جانی رمضان ہے -

حضنت یہ قحط سالی ایسی ہوئی ہے۔ کہ کیسکو آٹے دال کا بھاؤ بھی پیٹ بھر کے معلوم نہ ہوگا پیٹ بھرے تو گہر کے باہر کی سڑک پہ کھڑے ہوکے ڈکار لین۔ اور سانڈون کے قبلہ گاہ مانے جائین اب کے امساک باران نے پانی جیل کا سوت بناکر اپ ڈرا دیا ہے کہ افطار کے وقت گہونٹ پانی سے زیادہ پی ہی نہین سکتے کہ اوپر پانی کی کہینچ ہوگی اور اوپر پینے والا ٹیڑی کی جون مین آیا۔ اس چلو دو چلو پانی سے ہی جو کیسے چہرہ پونچھ رہا ہے ہاتھ ہی دہونے پڑین گے دیکھو لو مارواڑی بوند بوند پانی کو ترس رہے ہین۔ ایک ایک لوٹا منکا ایک ایک چہرہ شاہی کو بھی بمشکل ملتا ہے۔

اینجانب نے تو نذر کہہ روزہ نہ رہو کا پر عمل کررکھا ہے۔ وجہ اس کی یہہ ہے کہ گہر مین خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے۔ شام کو پہلکی پر چنے کی دال دامرود کے میٹھے سلونے دو چار قتلون سے کسی ملانے کا روزہ کھلوا پر سے دونا کا ثواب بائین ہاتھ سے رکھوا لیتے ہین یہ سمجھ ہم پر بہی نہیں روزہ کھلانیوالے پورے روزہ کا ثواب پائین گے۔ خواہ نمک پانی یا چھوارے کے ٹکڑے ہی سے سہی۔ زیادہ کھلانا پلانا اسراف کا شرعی گناہ کرنا ہے

رباعی

خدا کو رمضان روزہ سے بہر رہنا تیرا   اس گرمی کی بھوک پیاس سہنا تیرا
بن کہائے ذبیح حسنہ وقت سحر   بالصوم غدا نویت کہنا تیرا

یاران ہم قالب

گئی ہائے افسوس یہ شب برات

ٹاسٹ کی رات اور ٹاپاٹ کی رات

واقعی شب برات عجب دلکش رات ہے۔ جو کچھ تعریف بھی کیجئے سب ٹھیک ہے۔ قلم تو ٹھارو اہے۔ زبان کا ٹھاٹ زیبا ہے۔ دوات پھوڑنا بجا۔ بلکہ عین تماشا ہے۔ پٹاخوں کا پٹاپیٹ۔ اناروں کا ٹاسٹ۔ پھلجھڑیوں کا چھوٹنا۔ سرخ و سبز ستاروں کا ٹوٹنا۔ پھر نالبنوں کی دھوم دھام ۔ لڑکوں کا اژدہام عجب لطف دکہاتا ہے۔ دوست آشناؤں کا آنا۔ اور حلوا کہانا عجیب ایک رسم ہے۔ کہ شب برات کا حلوا نہیں۔ بلکہ اسی جا کر کہلانے والے کا حلوا کہایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو حلوا لاؤ لاؤ کے غل و شور نے طبیعت سلگادی۔ دوسری طرف لڑکوں نے پیسہ آشنائی کا مانگ کر اور بھی پھونک دیا۔ مجھ کو اس قدر کہاں ضبط۔ پھر کیا تھا۔ مجسم آگ کا پتلا ہوگیا۔ لڑکوں نے جو یہ رنگ دیکھا تو مچل کر گھن چکر ہوگئے خوب شور کیا۔ خوب مچلے۔ مگر میں نے ایک پیسہ نہیں دیا۔ یہ میری کنجوسی نہیں ہے۔ میں قبل شب برات سے دھیلا آج کا بھی ملا کر پورے تین پیسے دے چکا ہوں۔ وہ بار بار لاکر میری کمائی پھونک ڈالتا ہے۔ آپ ہی انصاف کیجئے اگر کوئی یہ کہہ دیتا ہے کہ تیری کمائی اڑجائے۔ پھنک جائے۔ تو کس قدر غصہ آتا ہے کہ جامہ سے باہر ہوجانا پڑتا ہے۔ نہ کہ اپنی آنکھوں سے اپنی بے مشقت کمائی کی یہ حالت دیکھے میاں جہاں بخان مجھے سمجھانے کو آئے۔ ایسے ایسے چرکے دئے کہ انکل رات کو دن دکہا دیا۔ مگر میں ایک گرگھنٹال۔ ان فقروں کو کب ماننے والا۔ میں نے صاف منہ پھٹ سے کہہ دیا کہ تیرے موہنہ سے پھول جھڑتے ہیں۔ تو لڑکوں کے موہنہ تک۔ انہیں کو منگ دکہالا۔ اگر میرے پاس آیا تو فوراً تڑاق سے دوں گا۔ لڑکے بھی جناب کا کا دیکھ کر آ گئے۔ سمجھے کہ شاید جناب نے ان کو سرد کر دیا۔ مگر میں کب سرد ہوتا۔ بگڑے جا دھمکا۔ تڑاق پڑاق ہونے لگی۔ پھر کیا تھا کہ سب ہوائی ہوگئے۔ مگر دوست آشنا حلوا ہی کہاتے رہے۔ کسی نے ڈکار تک نہ لی۔ میں جو گیا تو وہاں سب مذارد۔ کوئی گال میں بھرے ہوئے ہے کسی کے ہاتھ میں ہے چھینا جھپٹی ہو رہی ہے۔ مجھے جو دیکھا تو کہا۔ واہ صاحب واہ حلوا خوب ہی لائے۔ ارے ہاں جس کو کہلائے اچھی طرح سے کہلائے۔ جس کو مارے اچھی طرح سے مارے۔ یہ نہیں کہ یہاں ذرا سا حلوا دے گئے۔ اور وہاں یونہی پٹاپٹی کردی۔ دیکھئے دانت لپٹنے میں زبان سکیپی سے گرتی پڑتی ہے۔ لاؤ لاؤ حلوا لاؤ۔ اب کے نہ چاندی کے ایسے دو ورق دیجانا۔ میں نے کہا روا ہے۔ خیر پھر گہر آیا۔ اور سخت حلوے کا چورہ چارہ لے آیا۔ مگر مفت خوردن نے اس کو بھی چٹ کرلیا۔ میں نے کہا کہ پیچھے سے نقصان کرے گا۔ تو بولے کہ بعد کو یہ آپ کا بنایا ہوا چورن کھالیں گے ؂

مخمس

پھری قسمت بنا سخت کرارا حلوا ؂ ورق نقرہ سے ہے اوپر بھی پیارا حلوا
پہلے سینی میں بڑا شوق سے سارا حلوا ؂ کاٹ کرچا تو سے جب میں نے اوبہارا حلوا
آسمان پر وہ گیا۔ بن گیا تارا حلوا

کیا خدا تمیں جو جا نکی ہمارا حلوا ؂ کہا کے دیکھا کہ نہیں ہے یہ کرارا حلوا
بڑا غصہ سے وہیں پھینک کے سارا حلوا ؂ ہم کو اچھا نہیں لگتا ہے تمہارا حلوا
کر دیا گیلا اسے بن گیا گارا حلوا

لیلۃ شبرات کے جانان جو یہ حلوا پائے ؂ خوب ہی قدر کرے اچھی طرح سے کہا ئے
کہا کے پھر میری ملاقات کو شب کو آئے ؂ پھر تو قسمت بھی چمک جائے۔ مزا بھی آ ئے
کیا تعجب وہی بن جائے ستارا حلوا

کرتا ہر روز ستم ہے یہ ستم ایجاد نیا ؂ ہے جدا ہی نئی اور نئے ناز و ادا
آج شبرات میں جامہ بھی نیا ہے پہنا ؂ اب نیا حلوا بھی دینے کا طریقہ سیکھا
جس کو دینا ہے اسے کھینچ کے مارا حلوا

کٹ کٹ آواز ہوئی میں نے جو حلوا کہایا ؂ کہنے لگے وہ یہ کہاں تم نے یہ بسکٹ پایا
تب کہا میں نے کہ یہ حلوا تھا گھر سے دلوایا ؂ سن کے ہنس کر یہ بڑے زور سے پھر فرمایا
ہے یہ طبلہ کہ مرنگی۔ کہ نقارا حلوا

سانجھ میں کیا میں نے جو اپنا حلوا ؂ دیکھ کر اسکو وہیں اپنا منگایا حلوا
ہاتھ میں لیکے مرے سامنے توڑا حلوا ؂ کہی پیالہ میں نکالا جو نکوڑا حلوا

ہنس کے فرمایا مراد دیکھو دو چار ا حلوا

نیاز اللہ کی کرتے ہیں اسی حلوے پر — فاتحہ مردوں کی دیتے ہیں اسی حلوے پر
پیر بخشتے ہیں ذرا بلکہ اسی حلوے پر — سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں اسی حلوے پر
خوب ہی سنتا ہے الحمد کا پارا حلوا

بیٹے نے کہا سنبھال تھا اکلمبد دل — سر ہلا کر کہا اس نے کہ ادھر لاؤ ہاں بول
جبکہ بکنے لگا تو بولے بتا سچی ہے بول — تجھ کو میں دیتا قسم ہو گی جو پیچھے مت بول
مردہ دیکھے مجھے اور کہا ہے ہمارا حلوا

سائنہ۔ ہدایت علی بسوانی

پکڑ ہی لیا

لیجئے حضرت آداب کا چالان بذریعہ بجلی کے تار کے روانہ خدمت عالی ہے۔ براہ مہربانی جلد چپٹا لیجئے۔ ورنہ برسات کے پانی سے بھیگ جانے کا اندیشہ ہے۔ جناب آپ بھی خوب ہیں۔ میں تو تب ہی خوش ہوتا جو آپ کے چالان کی رسید بھی موسلا دھار پانی میں بھیگتی ہوئی آپ کے پاس پہونچتی۔

اخاہ۔ آج تو آپ ضرورت سے زیادہ خوش معلوم ہوتے ہیں۔ کیا کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ یا کرشن جنم اسٹمی کا بہت سا پرشاد مل گیا لیا ہے۔ دوست اس خوشی کو ہمارا بھی دل جانتا ہے۔ کیا ہم آپ کے دوست نہیں ہیں۔ جو آپ کی خوشی میں خوش نہ ہوں۔ اچھا ہم آپکو بتلائے دیتے ہیں۔ مگر آپ کسی سے کہیں نہیں۔ یہ آپ نے ایک ہی کہی۔ کیا ہم کوئی اخبار ہیں۔ جو تمام زمانہ میں آپ کی بات پھیلا دیں گے۔ حضرت خوب ہی مزا رہا۔ محنت تو بہت کرنی پڑی۔ مگر پکڑ ہی لیا۔ پھر کیا تھا۔ چھوٹ کر کہاں جائے۔ اسے یار کیا پکڑ لیا۔ اور کسے پکڑ لیا۔ کیا کسی نے کسی منہ پھیر کے جانے والے معشوق کا ہاتھ پکڑ لیا کیا کسی کنجڑے نے کسی بلا کے ککڑی کو پکڑ لیا۔ یا کسی جھبیلی نے سانپ پکڑ لیا۔ یا کسی ہونہار لڑکے نے اپنے بد مذہب باپ کی کوڑی کو پکڑ لیا۔ یا کسی ڈوبتے ہوئے نے کائی کو پکڑ لیا۔ یا ملک الموت نے کسی موٹے تازے بے ایمان کو پکڑ لیا۔ یا کسی کامل فقیر نے اللہ میاں کا دامن پکڑ لیا۔ یا کسی بچھلے کی رنڈی نے اپنے چاہنے والے کا کان پکڑ لیا۔ یا کسی چڑیمار نے بلبل ہزار داستان پکڑ لیا۔ یا گھڑیال نے کسی تیرنے والے کا پیر پکڑ لیا۔ یا جیونٹی نے مرتے ہوتے پھو کو پکڑ لیا۔ یا کسی ٹریولنگ ٹکٹ ایگزامنر نے کسی ریل کے ملازم کو بلا ٹکٹ پکڑ لیا۔ یا افسران پولیس نے کسی اشتہاری کو پکڑ لیا۔ یا کسی بلا انگریزی پڑھے جنٹلمین نے ڈکشنری دیکھ کر لفظ ڈیم فول پکڑ لیا۔ یا کسی بدمعاش نے پتلی دال کھانے والے عیاشی پیشہ رنڈی کے مکان پر جوتا پکڑ لیا۔ یا کسی ہمت والی عورت نے کوئی چور پکڑ لیا کسی چڑیل نے اپنے بالوں میں سے جھینگر پکڑ لیا۔ یا کسی کنجوس نے خیرات کرتے وقت کسی سخی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یا کسی نے اپنی بدچلن بی بی کو ذکر کے ساتھ پکڑ لیا۔ یا غلہ بیچنے والوں نے گندم کا بھاؤ ۹ سیر کا پکڑ لیا۔

لو اب میں سمجھا کہ آپ نے اپنا کھویا ہوا دل پکڑ لیا۔ اجی واہ ہمارا دل کوئی ایسا دیسا ہے۔ جو تمہارے دل کی طرح مارا مارا پھرے۔ جہاں کسی خوبصورت رنڈی کو دیکھا اور بس۔ شتر خوابیدہ کی طرح نکل گیا۔ یار تم اپنی عادت سے باز نہیں آتے۔ کچھ نہ کچھ کہہ ہی بیٹھتے ہو۔ خیر اب مطلب کی بات بھی بتلاؤ گے یا نہیں۔ اچھا ذرا ہوش کی پی لیجئے اور کان لپیٹ بیٹھا لیجئے۔

۱۷۔ اگست کی صبح کو قریب ۵ بجے کے وقت ایڈیٹر صاحب اپنے بستر پر گھوڑے بیچ کے سونے والوں کی طرح بے فکر سو رہے تھے۔ یکایک دھوں کی آواز کان میں پڑی۔ جیوں ہی کر چونک کر اٹھا تو کیا دیکھا کہ یورپ کی جانب آسمان پر خوب دائیں دائیں توپیں چل رہی ہیں۔ اور گولوں کے چھٹنے سے دھواں ہی دھواں نظر آ رہا ہے۔ الماری سے دوربین نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بی برساتی خانم کا کیمپ پڑا ہے۔ اب یار دل کو ضبط کہاں۔ فوراً نوکر کو گاڑی لانے کا آرڈر دیا۔ اور ریل کے اسٹیشن پر جانے کی ٹھہرا دی۔ مگر بدقسمتی وہاں بھی اپنی بے وفائی سے نہ چوکی۔ کہ نمبر ۹ کی پورب جانے والی ریل اسٹیشن پر پہونچنے سے پہلے ہی روانہ ہو چکی تھی۔ مجبوراً نمبر ۶ کی ریل پر مراد آباد جنکشن سے روانہ ہو کر بی صاحبہ کی تلاش شروع کر دی۔ ملک اسٹیشن پر پہونچ کے معلوم کیا کہ بریلی سے ملک تک کوچ کر کے واپس ہو گئیں۔ جب بریلی پہونچی تو اس نازنین جفا شعار نے از حد ناز و نخرے دکھلائے۔ کج ادائی کا برتاؤ کیا۔ خوشامد اور منت خاک میں ملا دی۔ پیر ایڈیٹر صاحب نے اللہ میاں سے فریاد کی۔ اور خوب واویلا مچائی۔ مگر وہ بھی بے سود۔ آخر کار ستمگار شوخ

کی فوج اکھٹی کی جنہوں نے ایجانب کو فوج کا کمانڈر انچیف قرار دیا تو نا ہی جنگ شروع ہو گئی جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ان ذات شریف کو رات کے ساڑھے بارہ بجے گرفتار کیا۔ اور ۲۳ - نمبر کی ریل سے مراد آباد لے آئے۔ پھر کیا تھا خوب زور شور سے باجے بجنے لگے۔ اور بجلی کی روشنی ہو گئی۔ ۱۸ تاریخ کی صبح سے ۲۰ تاریخ کے دن کے ۱۱ بجے تک خوب جلسہ رہا۔ بی برساتی خانم بھی جلسہ میں کھل گئیں خوب ناچ ناچنے لگیں۔ ۲۰ تاریخ کو دن کے گیارہ بجے جلسہ برخاست کیا گیا۔ اور بی صاحبہ کو آزادی دی گئی۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اب اکثر مراد آباد تشریف لایا کریں گی۔ ہمارا کیا نقصان ہے۔ اگر نہ آئیں گی تو پھر وارنٹ گرفتاری جاری کرا دیں گے۔ مگر پھر بھی اللہ میاں سے دعا کر رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو جو کسی ذرا سی بات پر یہہ ناراض ہو جائیں۔ اور ہم کو لوٹا ڈوری لے کر ان کے پیچھے بھاگنا پڑے ۔ ع

پھر ملیں گے۔ اگر خدا لایا

راقم لعل بریلوی۔ از مراد آباد۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

یاران ہم قالب نے سمجھ لیا ہو گا کہ حضرت فردوس۔ فردوس بریں کی سیر گشتی۔ گھوڑا گھوڑی۔ گھوڑا گھوڑی میں مصروف ہوں گے۔ مگر حضرت جو زمانہ کے دھکے کھائے ہوئے ہیں۔ اور حسینان جہان سے آنکھیں لڑائے ہوئے ہیں۔ وہ بھلا حور و غلمان کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ اگرچہ ایجانب نے قصد مصمم کر لیا تھا۔ کہ چند دنوں فردوس بریں کی لذتوں سے لذت افزا ہوں۔ مگر دل نے کہا کہ بے وقوف حسینان جہان کی سی ملاحت و نزاکت اور ناز و انداز ان سادہ لوح الحمد والدین میں کہاں ہیں۔ دنیا داروں کے لطف دنیا کی واریوں میں جو ہیں کیا یاد نہیں رہا۔ کہ نئی نئی نوخیزوں کے ابھرتے گدرائے ہوئے جوبن کی بہار۔ گھڑی میں تکرار۔ گھڑی میں الفت و پیار۔ کبھی انکار اور کبھی اقرار۔ نالہ گر جی کی جوتی پیزار کیا وقت پر مزا دے جاتی تھی۔ بالآخر حضرت ابلیس علیہ اللعنۃ حضرت عزرائیل علیہ الرحمت کی منت و سماجت کی۔ بکس تابوت کے سوراخ کے درمیان سے بیچ میں ہو کر لوٹے جنت سے۔ بیچ رات کے [illegible] ذرا سی تھرائی۔ لوٹن

کبوتر کی طرح جو گرہ کھائی تو دھم سے زمین کے اوپر۔ آنکھیں کھول کر جو دیکھا۔ تو ماہ بدولت تختہ جہان پہ بے ٹکے کھڑے استادہ ہیں۔ ادھر ادھر کے لوگوں کو حیران ہو کر پوچھا کہ اسلامی سلطنت تو سلبوس نہیں ہے۔ کہ خدا کے خدمت سراغ رسانی میں خدائی فوجدار دوہر دو چمن کہ خدا کا وارنٹ ہے۔ مشہور ہے۔ زیادہ وہم و خیال نے جو تیزی و طراری دکھائی۔ تو سب بدن سمٹ کے اس کر ہی پھینک پھانک صرف ایک تہ بند پر قناعت کر شہر کو روانہ ہوا۔ یہاں آ کر جو دیکھا۔ تو تماشا رامپور کی ڈاڑھی میں تنکے کا مزا یاد ہو گیا کہ لال لال صافے والے بغل میں سونٹا دبائے ہوئے ایک خیمہ کے چاروں طرف چکر لگا رہے ہیں اور خیمہ کے اوپر ایک بہت بڑا جھنڈا الم ترنگا لہلہا رہا ہے۔ آنکھیں پوری چار بھی نہ ہوئی تھیں کہ بیچارہ چوندھا گئی۔ غشی طاری ہو گئی۔ کہ یا الہی میرا جنبہ دنیا میں آیا ہی نہیں تھا کہ پہلے سے پہلے ہی تیار دربار عالیشان آراستہ ہو گیا۔ اب ان خدائی فوجداروں سے رہائی ناممکن ہے۔ وہاں سے چل تو چلا اس مصیبت سے نکال تو کا صیغہ گردانا شروع ہو گیا۔ حیران تھا کہ ایسے وقت حضرت ملک الموت ہی سے ملاقات ہو جاتی تو اس خیمہ و جھنڈے کا حال معلوم ہو جاتا کیونکہ وہ بھی تو باری تعالے کے خاص دفعداروں میں سے ہیں۔ اور علاوہ ازیں وہ جہانیاں جہاں گشت ہیں۔ شاید میں غلطی پر ہوں۔ کسی اونچے خاندان کے پوتوں پڑپوتوں ہی میں سے کوئی پوت آرام فرما ہو گا سوچتے سوچتے ناک کی سیدھ باندھ کر پرانے آشناؤں سے سمر کے مل کرنے کی راہ لی۔ درمیان میں جو ایک زینہ دکھائی دیا۔ جذب دل کی کشش کشاں کھٹ کھٹ قدم دھرنے لگا۔ خیر سے پہلے ہی قدمچہ پر قدم پڑا تھا کہ دھم سے گر پڑنے کی آواز آئی۔ فوراً خیال ہو کر غلطیاً بالا خانہ سے [illegible] ہو کر یاروں پر گرا۔ کیونکہ دنیا کے وارنٹ تو نور انفرا ہاتے ہیں۔ تو خدا کا وارنٹ کہاں جان بچا کر لے جائے گا۔ مگر خیریت گزری کہ بالا خانہ [illegible] و سلام کھڑا رہا۔ مگر بالا خانہ پر کچھ سنسان سا ہو گیا۔ ایجانب سجدہ شکر بجا لا کر آگے بڑھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ خاص تشتی کی [illegible] دوکان اسے تو یہ مکان ہے عجب سناٹے کا سماں ہے ایک شیطان کی امان۔ نو جی کی امان [illegible] مند زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ لڑکیوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہے۔ ایک تجربہ کار نے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا تو جگر جی کر جھوڑ جھاڑ کر مخاطب ہو کر فرمانے لگیں کہ خدا کی شان ابھی اچھی خاصی گھڑی نہیں کہ جگر کھا کر